سوال

(269) زید بحالت غربت اٹھائیس سال ہوئے تین بھائی چھوڑ کر مفقود الخبر ہے الخ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

زید بحالت غربت اٹھائیس سال ہوئے تین بھائی چھوڑ کر مفقود الخبر ہے۔ صورت اس کی مفقودی کی یہ ہوئی۔ کے بغیر کسی لڑائی جھگڑے یا فساد کے یا کسی طرح کے ناراضگی کے گھر سے سفر پر چلا گیا۔ پھر باوجود تلاش کے کوئی پتہ نہ ملا۔ اس کے نو سال نکلنے کے بعد زید کا ایک بھائی ایک بیٹا۔ بیٹیاں چھوڑ کر مر گیا۔ پھر دوسرا بھائی بھی گیاراں سال کے بعد اولاد نرینہ ادنیہ چھوڑ کر مر گیا۔ اس وقت زید کا ایک بھائی اور دو بھائیوں کی اولاد موجود ہے۔ اور زید اسی طرح مفقود الخبر ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا زید کا مال تقسیم ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتا ہے تو کس طرح بینوا توجروا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اقول لاحول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم مفقود الخبر کی زوجہ کے متعلق خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بیٹے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ہاں یہ ہے کہ چار سال انتظار کرنے کے بعد بحکم قاضی دوسری جگہ (عدت متوفاۃ کی گزار کر) نکاح کرے۔ نیز تابعین امام نخعیر حمۃ اللہ علیہ وعطائ مکحول وشعبی وزہری رحم اللہ کے نزدیک بھی فتویٰ ہے اور ان حضرات کا مفقود کی بیوی کو عدت وفات کا فتویٰ دینا بتلاتا ہے۔ کے مفقود کو چار سال کے بعد متوفی مقرر کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ چار سال کے بعد اس کا میراث بھی تقسیم کیا جاوے۔ لیکن فقہائے حنفیہ کا فتویٰ ان کی بیوی اور میراث دونوں کی نسبت مختلف ہے۔ فتاویٰ بزازیہ کتاب الفرائض میں ہے۔

وقت ابو حنیفہ بروایۃ الحسن عنہ مائۃ وعشرین سنۃ وقال بعضھم بتسعین وبعضھم بسبعین وقال بعضھم مرکولالی راي القاضی فاذا مضت المدۃ ورثہ من کان حیا من ورثہ

یعنی حسن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں۔ کے انھوں نے مفقود کے لئے اس کی ولادت سے ایک سو بیس سال مقرر کئے اور ابو یوسف نے سو سال روایت کئے۔ اور بعض فقہاء نے نوے سال کا فتویٰ دیا۔ اور بعض نے ستر سال کا اور فقہائے حنفیہ نے کہا کہ قاضی کی رائے پر سپرد ہے۔ سو جب یہ مدت ختم ہوگی۔ اس وقت اس کے وارثوں میں سے جو زندہ ہوں گے وہی وارث ہوں گے۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جو بہت سے مسائل میں سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے موافق ہوا کرتے ہیں۔ اس مسئلہ میں تفصیل کی ہے۔ فقہائے حنابلہ کے ہاں جس طرح مقنع لابن قدامہ میں ہے۔

اذا انقطع خبرہ الغیبۃ ظاہرہا السلامۃ کالتجارۃ ونحوہا انتظر بھا تم تسعین سنۃ من یوم ولد وعنہ ینظر بہ ابدا وان کان ظاہرہا کاذا کالذي یفقد من بین اہلہ اوفی مفازۃ مھلکہ اوفی البحر اذا اغرفت سفینہ

انتظر بہ تمام اربع سنین ثم لقسم مالہ

یعنی جب آدمی کی خبر کسی ایسی غیبوبت سے نہ ملے۔ کہ جس کا ظاہر سلامتی ہے جیسے تجارت وغیرہ میں جانا تو اس کی ولادت سے نوے سال انتظار کی جاوے اور ایک روایت میں یہ ہے۔ کہ ہمیشہ انتظار کرتے رہیں گے۔ اور اگر طاہر ھر جانا ہو جیسے وہ شخص کہ اپنے گھر میں سے ہی گم ہو جاوے (جیسے ہماری مسئولہ صورت ہے) یا کسی مہلک جنگل کو گیا ہو یا دریا پر سوار ہوا ہے۔ اور اس کی کشتی غرق ہوگئی ہے تو ان تمام صورتوں میں) پورے چار سال انتظار کریں گے پھر اس کا مال تقسیم کیا جائے گا۔

خلاصۃ المرام۔ نکہ زید مفقود الخبر ہذا کو اس کے نکلنے کے وقت سے چار سالل بعد متوفی مقرر کیا جاوے گا۔ جس طرح کی مقنع فقہ حنبلی میں مسئلہ کی ت تفصیل بتلائی ہے اور فتاوی بزازیہ فقہ حنفی میں بعض فقہائے حنفیہ کا قول بیان کیا ہے۔ اور اس کے متروکہ کو اس کے ہر سہ بھائیوں پر برابر تقسیم کیا جائے گا۔ پھر زید کے دو متوفی بھائیوں کی طرف سے دونوں کی نرینہ مادینہ کو "للذکر مثل حظ الاثنیین" دیا جائے گا۔ کنز الحقائق فی فقہ خیر الخلائق میں ہے۔

وتقسم مالہ بعد اربع سنین فان قدم بعد القسمہ اخذ ما وجدہ بعینہ ورجع بالباقی علی من اخذہ

یعنی چار سال بعد اس کا مال تقسیم کر دیا جائے گا۔ پھر اگر بانٹے جانے کے بعد آجاوے۔ تو جو اس کے متروکہ میں اس کی خاص چیز موجود ہوگی۔ وہ لے لے گا اور باقی لینے والے سے واپس لے لے گا۔ ہذا واللہ اعلم۔

نیز مولوی عبد الحئی صاحب لکھنوی حنفی المذہب نے جو قریب زمانہ کے اجل علماء میں سے ہیں۔ اپنے فتاویٰ میں ایک صاحب کے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

وزہب جمع منہم الی جواز الزوج بعد اربع سنین وتربص اربعہ اشہر وعشرا اخرج ابن ابی شیبۃ وعبد الرازاق والدار قطنی ومالک فی الموطا بطرق متعددہ عن عمر بن الخطاب وروي عبد الرزاق عن ابن عمر وابن عباس مثلہ وبہ قالت المالکیہ وغیرہم وہو قوي من حدیث الدلیل واصول الحنفیۃ الینا تقضی الافتاء بہ فان قول الصحابی فی ما لا یعقل بالراي فی حکم المرفوع عندہم فان جزم جواز الحنفیہ ایضا الافتاء بہ فی موضع الضرورۃ کما فی جامع الرموز بعد زکر مذہب مالک فلوافتی بہ فی موضع الضرورہ ینبغی ان لاباس بہ فی ما اظن وزکر ابن وہبان فی منظومتہ انہ لو افتی بی فی موضع الضرورۃ انتہی ومثلہ فی ردا المختار وغیرہ

خلاصہ ترجمہ اس کا یہ ہے۔ کہ علمائے حنفیہ کے قواعد کا منقضی یہ ہے کہ بحالت ضرورت غیر مذہب کا جو دلیل میں قوی ہو اس پر فتویٰ دینا جائز ہے۔ کیونکہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اس مسئلے میں جو کہ رائے سے نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کے فرمان کے حکم میں ہے۔ پس بے شک ضرورت کے مقام میں اس پر حنفیہ نے فتویٰ دینا جائز رکھا ہے۔ جس طرح کے مالک رحمۃ اللہ علیہ کا زکر کرنے کے بعد جامع الرموز میں زکر کیا ہے۔ سو میرے گمان میں بھی مقام ضرورت ہیں۔ اس پر فتویٰ دینا درست ہے۔ اور ابن حبان فقیہ حنفی نے بھی اپنے منظومہ قصیدے میں اس طرح کا ذکر کیا ہے۔ اور شامی رد المختار وغیرہ میں بھی اسی طرح ہے انتہی۔

اور اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ مفقود کی عورت کو عدت وفات گزارنے کے بعد نکاح ثانی کرنے کا حکم بھی بتلاتا ہے۔ کہ چار سال کے بعد مفقود کو فوت شدہ مقرر کرنا ہے۔ جس کا اثر یہ ہے کہ اس کا ترکہ تقسیم کرنا درست ہوگا۔ اور چار سال گزارنے کے بعد جتنے وارث اس کے زندہ ہوں گے۔ وہی وارث ہوں گے۔ واللہ اعلم

(حررہ عبد التواب ملتانی۔ الجواب صحیح عبد الغفار۔ المجیب مصیب عبد الرشید عفا اللہ عنہ)

نقل فتویٰ مولوی عبد الحق صاحب ملتانی

جو شخص مفقود الخبر ہے۔ جس کو عرصہ اٹھائیس سال کا گزر گیا اس کی خبر نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مردہ تو اس کے مال کے متعلق فیصلہ شرعیہ یہ ہے کہ جو مال اس کے ضائع ہونے کا محتمل ہے اس میں تو بطور ضمانت جیسے لقطہ (پائی ہوئی چیز میں) ہوتا ہے تصرف کرنا جائز ہے۔ یعنی جو شخص اسے اپنے تصور میں لا دے۔ بعد اس کے پھر آجانے کے ادا کرنا پڑے گا۔

اور جو مال ضائع ہونے کا محتمل نہ ہو۔ اس کو جوں کا توں رکھنا چاہیے تقسیم کرنا رواہ نہیں بخاری شریف کے باب حکم المفقود فی اھلہ ومالہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل فرمایا۔ کہ انہوں نے ایک جاریہ (لونڈی) جس کا مالک مفقود الخبر تھا۔ سال بھر اس کے مال کی تلاش فرمائی بعد اس کے جب اس کا کوئی پتہ نہ ملا۔ تو اس جاریہ کی قیمت سات سو درہم مقرر کر کے مجمع مساکین میں جا کر نقود مذکورہ جو قیمت میں مقرر ٹھرائی۔ ان مسکینوں پر تقسیم فرمائی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اللھم ان فلان فان اتی فلی دعلی یعنی اس رقم کو اس کے حق میں قبول فرما۔ اور اس کا ثواب اس کو پہنچا اور اگر یہ آگیا تو یہ دراہم میرے حق میں قبول فرما اور اس کو میں اپنی طرف سے رقم مذکور بھر دوں گا۔ آگے فرمایا وقال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نحوہ آگے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا

قال الذھری فی الاسیر مکانہ لاتزوج امراتہ ولا یقسم مالہ فاذا انقطع خبرہ فسنتہ سنۃ المفقود

یعنی قیدی کا جب تک محل قید میں ہونا معلوم ہے۔ تو اس کی عورت اور اس کا مال محفوظ رہے۔ جب اس کی خبر منقطع ہوجائے۔ تو اس کے مفقود کے حکم میں داخل سمجھا جاوے۔ یعنی اس کی عورت کو بعد چار سال کے انقطاع خبر سے عدت وفات گزار کر نکاح کرنا چاہیے۔ اور امال کو اس قانون پر (جو پہلے مذکور ہوا) رکھنا چاہیے۔ فتح الباری میں اس کے ذیل لکھا ہے یعنی کہ جس مال کی ضیاعت کا خوف ہو۔ اس کو تو استعمال کرنا چاہیے۔ اور جس کو ضیاعت کا خوف نہیں اس کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ مگر کسی امین کے پاس ہاں جب اس پر کسی کے قابض ہونے یا ضائع ہونے کا خطرہ ہو۔ تو اس کو اس کے مفقود موجودہ رشتہ داروں پر جو استحقاق وراثت رکھتے ہوں۔ تقسیم کردیا جائے بایں طور کے جو منافع حاصل کریں اس کا حساب یاد رکھیں جب وہ اصل مالک مفقود الخبر آجاوے۔ واپس کرنا پڑے گا۔ ورنہ ان کو پہنچا واللہ اعلم بالصواب

الجحدیث

میرے نذدیک دوسرا جواتنا صحیح ہے۔ کہ بعد تقسیم اصل جب کبھی آجائے۔ اس کا حق ساقط نہیں ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے۔

لیس علی مال مسلم توی

مسلمان کا مال ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ ہاں مفقود الخبر کی عورت بعد نکاح ثانی واپس نہیں ملے گی۔ کیونکہ نکاح قابل فسخ ہے۔ مگر مال کی ملکیت زندگی میں قابل زوال نہیں۔ اس لئے فسخ نکاح پر مال کا قیاس جائز نہیں۔ مگر منافع کی زمہ داری نہیں ہے۔ کیونکہ اس شخص نے باجازت شرع قبضہ کر کے ااستعمال کیا ہے۔ اس لئے منافع اسی کے ہوں گے واللہ اعلم۔ (الجحدیث 14 شعبان المکرم 1343 ہجری)

شرفیہ

یہ صحیح ہے اور جو یہ لکھا گیا ہے۔ کہ چار سال کے بعد عدت گزار کر دوسرا نکاح کرے۔ تو اس میں اتنا بیان رہ گیا کہ چار سال کب سے شمار ہوں گے۔ یہ جب سے شمار ہوں گے۔ کہ عورت نے مراقعہ بامقدمہ حاکم کی عدالت میں پیش کیا ہے۔ چنانچہ عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہسے اس کی تصریح موجود ہے۔ دیکھو تلخیص الجیر صفحہ 239۔ جلد 3 اور چار سال کے بعد بوجہ فتویٰ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ احکام موت کا اجراء بھی صحیح ہے۔ (ابو سعید شرف الدین دھلوی)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد2ص269

محدث فتویٰ